لندن: ملین مارچ اور تحریک انصاف کا رویہ

تحریر: سہیل احمد لون

مادر جمہوریت برطانیہ کے دارالحکومت لندن میں کشمیر کی آزادی اور خودمختاری کے لیے برطانیہ میں مقیم پاکستانی اور کشمیری کمیونٹی نے 26اکتوبر کو ٹریفلر گار سکوئر میں ایک احتجاجی مظاہرہ کیااور بیرسٹر سلطان محمود کی قیادت میں ریلی 10 ڈاؤننگ سٹریٹ تک نکالی گئی جہاں برطانوی وزیراعظم کو یادداشت پیش کی گئی۔مظاہرے اور ریلی کے شرکاء نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔شرکاء نے کشمیر کی آزادی اور بھارت کی کشمیر میں جارحیت کے خلاف نعرے بھی لگائے۔اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا شریک ہونا احتجاجی مظاہرے اور ریلی کی کامیابی ہے۔اس میں ہر طبقہ اور جماعت کی نمائندگی تھی۔ بھارت کے خلاف کرکٹ کا میچ ہو یا احتجاجی مظاہرہ ہمارا ہجوم خواہ کچھ دیر کے لیے ہی ایک قوم بن جاتا ہے۔ یہی کچھ لندن کے ملین مارچ میں بھی نظر آرہا تھا۔ٹریفل گار سکوئر میں انسانوں کا ہجوم تھا جو ہاتھوں میں کشمیر کے جھنڈے اور مختلف پلے کارڈز اٹھائے بھرپور جوش اور ولولے سے اپنی موجودگی اور مقصد کا احساس دلا رہا تھا۔لارڈ قربان حسین، لارڈ نذیر احمد کے علاوہ برطانوی ممبرز آف پارلیمنٹ نے بھی سٹیج پر آکر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔لارڈ نذیر احمد نے کشمیری ہونے کا ثبوت اپنی دھواں دار تقریر سے دیا جس نے شرکاء کو مزید چارج کر دیا۔متحدہ قومی موومنٹ، نون لیگ، پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کے سیاسی رہنماؤں کی نمائندگی سٹیج پر نظر آئی اور انہیں دعوت خطاب کا موقع بھی دیا گیا۔ برطانیہ میں پی ٹی آئی حالانکہ بہت متحرک سیاسی جماعت ہے مگر اس کی نمائندگی سٹیج پر نہیں تھی۔ البتہ تحریک انصاف برطانیہ کے صدر عاصم خان اپنے ساتھوں سمیت احتجاج میں شریک تھے۔حیران کن طور پر وہاں پر مقبوضہ کشمیر کی نمائندگی کرنے والا کوئی نظر نہیں آیا۔جن کی آزادی و خودمختاری کی بات ہو، جو بھارتی مظالم کا شکار بن رہے ہیں اگر ان کا رہنماء مظاہرے اور ریلی میں شامل نہ ہو تو ایسے موقف کو تقویت نہیں مل سکتی۔آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والا اگر یہ نعرہ لگائے کہ ہم لے کر رہیں گے آزادی، تیرا باپ بھی دے گا آزادی...... تو اس کا مطلب کن کے تسلط سے آزادی ہو گا؟ آزاد کشمیر کی انفرادیت یہ ہے کہ وزیر اعظم ان کا اپنا ہوتا ہے مگر چیف آف آرمی سٹاف اور چیف جسٹس پاکستان کا۔ریلی کی قیادت بیرسٹر سلطان محمود نے کی اور ڈیوڈ کیمرون کو یادداشت بھی انہوں نے پیش کی۔اگر ان کے ساتھ اس کشمیر جس کی آزادی کے لیے نعرے لگائے جا رہے تھے کوئی سینئر سیاسی یا سماجی شخصیت ہوتی تو اس سے یہ تاثر ضرور ملتا کہ اس میں مظلوم کی اپنی مرضی اور نمائندگی شامل ہے۔اس ریلی کا مقصد بھارت کو یہ باور کروانا تھا کہ جموں کشمیر کی آزادی و خودمختاری کے لیے پاکستانی اور کشمیری عوام یکجا ہے۔اپنی تمام تر سیاسی تلخیاں پس پشت ڈال کر صرف کشمیر کی آزادی اور خودمختاری کی بات کرنا تھا تا کہ برطانیہ اس تنازعہ کو حل کروانے میں اپنا کردار ادا کرے۔بدقسمتی سے کشمیر سے یک جہتی میں ہونے والا برطانیہ کی تاریخ سب سے بڑا مظاہرہ اس وقت بدنظمی اور انتشار کا شکار ہو گیا جب سٹیج پر بلاول زرداری، آصفہ زرداری، جہانگیر بدر سمیت پیپلز پارٹی کے دیگر رہنماء سٹیج پر اچانک ایسے وارد ہوئے جیسے کٹی پتنگ چھت پر۔ جہاں کشمیر کے حق میں اور بھارت کے خلاف نعرے بازی عروج پر تھی وہاں بلاول کی آمد پر جئے بھٹو کے نعرے لگائے گئے، نواز شریف کے حق میں بھی نعرے لگے۔جس کے بعد ماحول

ایسے تبدیل ہوا جیسے سوتیلی ماں کے تیور۔ سیاسی موسیقی کا مقبول گیت گو نواز گو سب سے پہلے شرکاء کی جانب سے لگایا گیا اس کے بعد گو بلاول گو، گو زرداری گو کے فلک شگاف نعرے لگنا شروع ہو گئے۔ بلاول نے جیسے ہی خطاب کے لیے مائک تھاما تو سٹیج کی طرف لوگوں نے پانی کی بوتلیں، ٹماٹر، سافٹ ڈرنک کے ٹن پیک، جوتے اور ڈنڈوں سمیت کشمیری جھنڈے پھینکنا شروع کر دیے۔ جس کے بعد پولیس نے سٹیج سنبھال لیا اور بلاول کو سٹیج چھوڑنے کا کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ بلاول کا آنا، جئے بھٹو کے نعرے لگنا لوگوں کو اس لیے پسند نہیں آیا کہ پیپلز پارٹی نے اپنے سیاسی جلسے کا رنگ دینے کی کوشش کی۔ سیاسی نابالغ بلاول زرداری کی معصومانہ غلطی جو شاید اس سے کروائی گئی تھی نے رنگ میں ایسا بھنگ ڈالا کہ بھارتی میڈیا جو بلاول کی آمد سے قبل شدید دباؤ میں تھا اسے دوسرے زاویے سے سٹوری رپورٹ کرنے کا سنہری موقع مل گیا۔ صحافت میں منافقت دیکھ کر اس وقت حیرانگی ہوئی جب کچھ میڈیا ہاؤسز نے بلاول کا پرتپاک استقبال اور خطاب کی خبر نشر کی۔ حالانکہ بلاول کو خطاب کرتے احتجاج میں شریک لوگوں میں سے کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ بلاول کے مائک پکڑتے ہی سٹیج کی طرف مشتعل افراد نے مختلف چیزیں پھینکنا شروع کر دیں تھیں اور بلاول سکیورٹی حصار میں تھے۔ بلاول کو دل بڑا کرنا ہوگا کیونکہ عوام نے اس کے نانا جان جسے سیاست کا سائنسدان کہا جاتا ہے، سٹیج پر تقریر کے دوران جوتا دکھایا گیا تھا جس کو بھٹو نے جس انداز سے ہینڈل کیا وہ تاریخ کا حصہ بن گیا۔ سیاسی جماعت کی قیادت تو وراثت میں مل گئی ہے مگر سیاسی بصیرت بلاول کو خود پیدا اور ثابت کرنا پڑے گی۔ بدقسمتی سے سیاسی جماعتوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لیے عوام کو تقسیم کر دیا ہے۔ اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ اگر بھارت کے ساتھ کرکٹ میچ بھی ہو جائے تو اس میں بھی ایک دوسرے کے خلاف سیاسی نعرے سننے کو مل سکتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ کے ریفرنڈم نے برطانوی حکومت کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی پر مجبور کر دیا ہے جس میں (devolution of powers to Scottish Parliament) قابل ذکر ہے۔ اگر برطانیہ میں پرامن طریقے سے یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ سکاٹ لینڈ آزاد وخود مختار ریاست بن سکتا ہے یا برطانیہ کے ساتھ ہی رہے گا۔ تو ریفرنڈم کا یہ پرامن فارمولا کشمیر میں اپلائی کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ اس کے لیے ہمیں کشمیریوں کی آواز سننا ہوگی۔ کشمیریوں کو اس بات کا اختیار دیا جانا چاہیے کہ وہ بھارت، پاکستان یا آزاد ریاست کے طور پر رہنا چاہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی منتیں کرنے یا برطانیہ کو یادداشت پیش کرنے سے کشمیر آزاد ہونا ہوتا تو اب تک ہو چکا ہوتا۔ کشمیر کو متنازعہ بنانے والا برطانیہ ہے، جس نے کسی خاص مقصد کے لیے یہ کام کیا تھا۔ برطانیہ کو مسئلہ کشمیر حل کرنے کا کہنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے موجودہ حکومت اور اس کے حواریوں سے انتخابی دھاندلی میں ملوث افراد کو بے نقاب کر کے سزا دینا، انتخابی اصلاحات کرنا اور ملک میں حقیقی جمہوریت لانے کا کہنا۔۔

ملین مارچ میں ہونے والی ہنگامہ آرائی تو اپنی جگہ پر لیکن افسوس اس بات پر ضرور ہے کہ یہ سارے پاکستانیوں کا مسئلہ تھا اس پر ایسی ہنگامہ آرائی نے کچھ اچھا تاثر نہیں چھوڑا۔ میں چونکہ کشمیری ہونے کے ناطے ملین مارچ میں شریک تھا سو مجھے یہ سب مناظر قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ نیازی شکل کے ایک نوجوان جس کا نام بعدازاں حسان نیازی معلوم ہوا تحریک انصاف کی جانب سے بلواہ کروانے میں پیش پیش تھا۔ مزید تفتیش کرنے پر یہ بات بھی سامنے آئی کی یہ نوجوان حفیظ اللہ نیازی کا بیٹا اور عمران خان کا سگا بھانجا ہے۔ جو آئی۔ ایس۔ ایف کیلئے فنڈ ریزنگ میں بھی پیش پیش رہا ہے۔ عمران خان کے گھر کے کسی فرد کا یہ رویہ سیاسی لڑائی کو ذاتی لڑائی میں تبدیل کر سکتا ہے اور یہ احمقانہ

حرکت اُس وقت اور خطرناک ہو چکی ہے جب تحریک انصاف لاڑکانہ میں اپنے جلسے کا اعلان کر چکی ہے۔ اگر بلاول کے ساتھ ہونے والا سلوک لاڑکانہ میں عمران خان کے ساتھ ہو گیا تو کیا تحریک انصاف کے ورکرز اس کو اُس حوصلے سے برداشت کریں گے جس برداشت کا مظاہرہ بلاول نے کیا ہے اور پھر اگر کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے تو اُس کا ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے گا؟ جبکہ عمران خان پہلے ہی حفیظ اللہ نیازی سے اپنی سیاسی لاتعلقی کا اعلان کر چکا ہے۔ عمران خان گرم مزاج ضرور ہے لیکن اُسے اپنے سیاسی ورکروں اور بھانجوں کو بہر حال برداشت کا سبق بھی سکھانا چاہیے کہ یہ ملک وقوم کی رسوائی کا سبب بھی بنتا ہے جیسا کہ لندن میں ہوا کیونکہ نواز زرداری بھائی بھائی ہونے کے ناطے بلاول بھٹو کی آمد پر مسلم لیگ نون کو کم از کم کوئی اعتراض نہیں تھا۔